قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط وکتابت مینیجر الفضل قادیان کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے [illegible] روپیہ

# الفضل

ایڈیٹر صاحبزادہ ۔ میرزا بشیر احمد صاحب !

جلد ۱ ❖ مورخہ ۳ جون ۱۹۱۴ء مطابق ۷ رجب ۱۳۳۲ھ ❖ بروز بدھ ❖ نمبر ۵۱ ❖ ج



## مدینۃ المسیح

۱ ۔ حضرت خلیفۃ وقت معہ تمام خاندان نبوت کے بخیر و عافیت ہیں ❖

۲ ۔ چوہدری بدر بخش صاحب راجپوتانہ کی طرف اور شیخ غلام احمد صاحب نومسلم اور فلاسفر صاحب پٹھانکوٹ وہر سال کی طرف تبلیغ کے لئے گئے ہیں ۔ اور حافظ روشن علی صاحب و منشی فخرالدین صاحب پنجاب کے شہروں میں جائیں گے ۔ انجمنوں کا حساب کتاب بھی دیکھیں گے ۔ اور عنقریب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حلالپوری فاضل بھی ضلع گجرات و ضلع گوجرانوالہ میں دورہ فرمادیں گے ۔ یہ سب کام انجمن ترقی اسلام کے اغراض کے ماتحت ہیں ۔

۳ ۔ دونوں سکولوں میں دو دن تعطیل ہوئی ۔ ہائی سکول کا سٹاف قابل تعریف ہے ۔ مدرسہ احمدیہ میں بھی سرگرمی سے کام ہوتا ہے

۴ ۔ مستری خانہ کے بارے میں افسر انچارج کی بڑی توجہ درکار ہے اگر توجہ سے کام لیا جائے ۔ تو اس کا خرچ مقامی کاموں سے پورا ہو سکتا ہے امید ہے مفصل نہ لکھنا پڑیگا ❖

۵ ۔ معلوم ہوا ۔ کہ صدر انجمن کے پچھلے اجلاس میں حسب قواعد مقررہ دستورالعمل سابقہ ۔ مولوی محمد سرور شاہ صاحب ۔ و میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل بہ حیثیت عالم قرآن و حدیث و کتب حضرت اقدس و چوہدری نصراللہ خانصاحب سیالکوٹی بہ حیثیت مشیر قانونی ۔ ممبر منتخب ہوئے ❖

۶ ۔ افسر صیغہ مدرسہ احمدیہ کا کام صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں ۔ اور لنگرخانہ کا انتظام ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے سپرد ہے ❖

۷ ۔ مہمان ۔ حیدر آباد دکن سے مولوی میر محمد سعید صاحب و برادر سراج الدین صاحب ۔ رام پور سے برادر محمد خان صاحب امرتسر سے ولایت شاہ صاحب ۔ لاہور سے میاں محمد شریف صاحب وکیل محلانوالہ سے چوہدری الہ داد خاں صاحب سیالکوٹ سے چوہدری نصراللہ خاں صاحب ۔ جموں سے خواجہ کرم داد صاحب معہ چند کس وغیرہم احباب تشریف لائے ❖

## نشان رحمت

یہ رسالہ فاضل جلیل مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ نے پسر موعود مصلح موعود کی تعیین کے بارے لکھا ہے مولوی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود کی اس پیشگوئی پر نہایت وسیع نظر فرمائی ہے ۔ اور روز روشن کی طرح یہ دکھا دیا ہے ۔ کہ مصلح موعود حضرت صاحبزادہ میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب ہیں ۔ اور حضور مغفور کے بیٹوں میں سے الہامات الٰہی نے ایک کی تعیین فرمائی ۔ چنانچہ اس کے لئے ۲۰ زبردست ثبوت پیش کئے ہیں ۔ فاضل مولف نے ان تمام اشتہاروں اور کتب کے مطالعہ سے جن میں مصلح موعود کا ذکر ہے ۔ اپنے حوالوں سے مستغنی کر دیا ہے ۔ قیمت ۱ر ۔ دفتر تشحیذ الاذہان قادیان سے ملیگا ۔ ۲ رسالوں پر آدھ آنہ محصول ڈاک لگیگا ۔ ایک رسالہ جو تشحیذ کے ساتھ شائع ہوا ہے ۔ پیر منظور محمد صاحب نے بھی لکھا ہے جسکی اطلاع پہلے دی جاچکی ہے ❖

## تازہ خبریں

۔ کینڈین پیسفک کمپنی کا جہاز ایمپریس آف آئرلینڈ جو ۱۳۶۰ مسافروں کو لئے جا رہا تھا ۔ فادرز پوائینٹ کے قریب تودۂ برف سے ٹکرا کر غرق ہو گیا ۔ ۳۵۰ مسافر بچے باقی ایکہزار دو ڈوب گئے ۔ افسوس ۔

پیکن ۲۷ مئی ۔ مرمہ کانسٹی ٹیوشن کے رو سے جدید مشاورتی کونسل کے ممبر مقرر کئے گئے ۔ ان میں چھ سابق وائسرائے چار سابق وزراء ایک منگولی شہزادہ اور ایک تبتی لاما بھی شامل ہے ۔

واشنگٹن ۲۹ مئی ۔ وزیر صیغہ بحری نے تجویز پیش کی ہے کہ جنگی جہاز ولی اڈاہو اور مسیسپی کو اصل لاگت پر کسی سلطنت کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے جو غالباً یونان معلوم

باہتمام منشی غلام رسول مینیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پراپرائٹر کیلئے شائع ہوا ۔

# مختصر نوٹ

## احمدی گکّے زئی احباب کی توجہ کے لائق

برادران السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے رو سے یہ اب بالکل غیر ممکن ہو گیا ہے۔ کہ ان لوگوں سے نئے رشتے ناطے کئے جاویں۔ جو مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب۔ عناد۔ اور بخل میں تمام حدود سے تجاوز ہو چکے ہیں۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس معاملہ میں ایسے قطعی اور صاف احکام جاری فرما چکے ہیں کہ جس میں ہرگز کسی قسم کے شک و شبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ اور وہ فرما چکے ہیں۔ کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا۔ وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔ ہمارے لئے ایسے معاملات میں سخت دقتیں پیش آ رہی ہیں۔ اور ہم کسی حالت میں غیر احمدی برادران میں لڑکیوں کا رشتہ نہیں دے سکتے۔ اس لئے میرا ارادہ ہے۔ کہ ایک فہرست طیار کی جاوے۔ جس میں ان تمام گکّے زئی برادران کے مختصر کوائف درج کئے جاویں جو صوبہ پنجاب کے احمدی باشندے ہوں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح۔ صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ و بعونہ کی بیعت میں داخل ہوں۔ اور آئندہ جو گکّے زئی بھائی سلسلہ احمدیہ میں منسلک ہوتے جائیں۔ ان کا نام بھی فہرست مذکور میں درج ہوتا رہے۔ لہٰذا اس نیاز نامے کے ذریعے میں تمام احمدی برادران قوم سے التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے اپنے شہروں قصبوں اور دیہاتوں کے جملہ گکّے زئی احمدی احباب کی ایک ایک فہرست طیار کریں۔ جو حسب ذیل نمونے کے مطابق ہو۔

خانہ نمبر۱۔ نام معہ ولدیت و رہائش بقید قصبہ و ضلع۔ خانہ نمبر۲۔ تعداد لڑکا بقید عمر۔ خانہ نمبر۳۔ تعداد لڑکی بقید عمر۔ خانہ نمبر۴۔ لڑکا لڑکی کی تعلیمی حالت۔ خانہ نمبر۵۔ پیشہ یا ملازمت۔ خانہ نمبر۶۔ آمدنی خانہ نمبر۷۔ کیفیت۔

یہ تمام حالات ایسے واضح اور مبین ہوں۔ کہ کسی قسم کے اشتباہ کی گنجائش نہ ہو۔ ایسے کاغذات ایک دم طیار کر کے میرے پاس بھیجدیں۔ پھر میں اور برادرم بابو عبدالعزیز خان صاحب احمدی قومی اسپلانٹ ان تمام کاغذات سے ایک جنرل لسٹ طیار کر لیں گے۔ پھر انشاء اللہ ایک ایک نقل اس کی تمام احباب کے پاس بھیجدیں گے۔ فہرست مکمل ہو جانے کے بعد انشاء اللہ تمام احباب کے مشورے سے ایک کمیٹی بنائی جائیگی۔ جس میں ہر ضلع کا کم از کم ایک ایک ممبر شامل ہو گا۔ جس کے ذریعہ سے انشاء اللہ رشتہ ناطہ کرنے میں مدد لی جایا کریگی۔ (محمد طفیل احمدی عفی اللہ عنہ سیکرٹری انجمن احمدیہ بٹالہ۔ ضلع گورداسپور)

## ہم مکّہ میں مرینگے یا مدینہ میں؟

یہ تیسری بار ہے کہ میں احمدیہ جماعت کے افراد کو اس الہام کے معانی کی طرف متوجہ کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود نے خود اپنے قلم سے فرمائے ہیں۔ اور جو بدر میں چھپ چکے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"اور یہ کلمہ کہ ہم مکّہ میں مریں گے۔ یا مدینہ میں اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ قبل از موت مکّی فتح نصیب ہو گی جیسا کہ وہاں دشمنوں کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جاویں گے۔ دوسرے یہ معنے ہیں۔ کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہو گی۔ خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جاویں گے"۔

ناظرین! یہ ہے وہ تشریح جو حضرت اقدس نے خود فرمائی اب کسی کا کیا حق ہے۔ کہ اس کے خلاف وہ معنی کئے جائیں جن سے خدا کے مامور کی توہین ہو۔ کیونکہ یہ معنی کرنے۔ کہ جہاں حضرت اقدس فوت ہونگے۔ اس کا نام مدینہ ہو جائیگا پیشگوئی نہیں ہو سکتی۔ ہر شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ میں مدینہ میں مرونگا۔ اور پھر جہاں مرے اس شہر کا نام مدینہ رکھ لیا جائے۔ البتہ اگر پہلے کسی الہام میں یہ نام آ چکا ہو۔ تو پھر پیشگوئی ہو سکتی ہے۔ الہام کے جب وہ معنے موجود ہیں۔ جو خدا کے مرسل نے خود کئے۔ تو اب اس کے ایسے معنے جائز نہیں۔ جن سے خدا کے الہام پر لوگوں کو تمسخر کا موقعہ مل سکے۔ قادیان کو ہم مدینۃ المسیح حضرت اقدس مسیح موعود کی زندگی میں بھی لکھتے رہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ نے یہ نام رکھا۔ خلیفۃ المسیح کی زندگی میں اور پیغام میں بھی آپنے قادیان کی نسبت مدینۃ المسیح لکھا اور ایک نظم بھی اس پر چھپی۔ اور یہ مدینہ اس لئے کہ فی الواقع قادیان ہی مسیح کا شہر ہے۔ اسی میں آپنے زندگی گذاری۔ اسی کو آپنے جماعت کا مرکز قرار دیا۔ اور اسی میں آپ کا مزار ہے۔ پس یہی مدینۃ المسیح ہے۔ اور اسی کے بارے میں زمین قادیاں اب محترم ہے۔ ہجوم خلق سے ارض حرم ہے۔ آپنے فرمایا۔ پس کون احمدی ہے۔ جو اس کا انکار کر سکے۔ اور کون ہے ایسا بے غیرت جو لاہور کو اس کے مقابل میں مدینۃ المسیح قرار دے۔

## مسیح موعود کا مرتبہ

حقیقۃ الوحی میں غیر احمدیوں پر بلا استثنا کفر کا فتوےٰ ہم بارہا دکھا چکے ہیں۔ اور ہم نے وہ حوالہ بھی چھاپ دیا تھا۔ جس میں خلیفۃ المسیح اوّل نے اولٰئک ھم الکافرون حقاً کی آیت مسیح موعود کے نہ ماننے والوں پر چسپاں کی ہے اور یہ بھی ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ میتۃ الجاہلیۃ سے مراد موت کفر ہے۔ اسی لئے سب سے بڑے کافر کا نام ابوجہل رکھا گیا۔ اور اسی لئے اسلامی اصطلاح میں زمانہ کفر قبل از اسلام کا نام زمانہ جاہلیت ہے۔

اور ہم نے وہ حوالہ بھی دیدیا تھا۔ جس میں مسیح موعود نے اپنے نہ ماننے والوں کو یہودی و عیسائی کہا ہے

چوں شما را شد یہود اندر کتاب پاک نام

پھر دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۱۶۔ اتعجبون ان یسمی اللہ بعضکم یہودیاً و بعضکم نصرانیاً۔ (کیا تم تعجب کرتے ہو کہ تم میں سے ایک حصہ کا نام یہودی رکھا۔ اور ایک کا نام عیسائی پس جنت کے ٹھیکہ دار ہم نہیں بنتے۔ بلکہ مسیح موعود نے ایسا لکھا۔ ہم تو ان کا قول نقل کرنے والے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی یہی فتویٰ دیا تھا۔ "کہ اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں"۔ (دیکھو بدر ۱۹۱۲ء) اور پھر دیکھو معیار الاخیار جس میں حضرت مسیح موعود نے اپنے نہ ماننے والوں کو صریح جہنمی فرمایا ہے۔ کیا تم ان حوالوں کا انکار کر سکتے ہو؟ باقی ہم نے کبھی حضرت اقدس کو مستقل نبی ان معنوں میں نہیں لکھا۔ کہ وہ آنحضرت صلعم کے فیض کے بدوں نبی ہو گئے۔ اور "یک قطرہ ز بحر کمال محمد است" سے اگر یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کچھ بھی نہ تھے تو بتاؤ "منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد" اور "احمد اندر جان احمد شد پدید۔ اسم من گردید اسم آن وحید" کے کیا معنی ہوئے۔ اور خطبہ الہامیہ میں یہ کیوں فرمایا۔ من فرق بینی و بین المصطفٰی فما عرفنی و ما رأیٰ۔ آپ تو شاید ما عرفناک حق معرفتک نبی کریم کے قول سے یہ استدلال کریں۔ کہ آنحضرت بھی (نعوذ باللہ) معرفت الٰہی سے خالی تھے۔

انت منی و انا منک کے معنی آپ خود فرما چکے۔ اس میں خدا ہونے کی کوئی بات نہیں۔

ع۱ آپ سے بھی اگر کوئی پوچھے۔ کہ مرزا صاحب کون تھے۔ تو آپ کہینگے مسیح۔ پھر وہ شخص پوچھے ان کا شہر کونسا ہے۔ تو آپ کو کہنا پڑیگا۔ قادیان۔ دوسرے الفاظ میں آپکو تسلیم کرنا پڑیگا۔ مسیح کا شہر یعنی مدینۃ المسیح قادیان ہے۔ پھر اگر یہ اصل ہے۔ کہ مسیح موعود جہاں فوت ہونگے اسی کا نام مدینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
# الفضل
قادیان دار الامان - ۳۰ جون ۱۹۱۴ء

## حرّیت پرست

اللہ تعالیٰ برحق ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی خاتم النبیین ہیں اور آپ کے خلفاء اور نواب ہمیشہ کے لئے اس باغ جہان کے لئے مالیوں کی طرح تشریف فرما ہوتے رہینگے۔ اور ان کا ہونا اہل دنیا کی خوش قسمتی ہے یہ دنیا کے لئے نمک ہیں ان کے بغیر دنیا کسی کام کی نہیں۔ ظلمت کے فرزند ہمیشہ سے نورانی لوگوں کی مخالفت پر آمادہ اور تلے رہتے ہیں اور چونکہ یہ ظلماتی لوگ ہوتے ہیں اسلئے انکی گہری سازش اور تدابیر پہلے گمنامی میں نشو و نما پاتی رہتی ہیں اُنکے حملے ہمیشہ زنانہ کپاس میں ملبوس ہوتے ہیں وہ مرد میدان بن کر مقابلہ نہیں کرتے۔ یہ ہمیشہ اپنے آپ کو حرّیت پرست کہا کرتے ہیں۔ ان کا مطلب صرف یہی ہوتا ہے کہ اکثر خلایق کا رجوع انکی طرف ہو جاوے۔ کیونکہ عموماً طبائع میں یہ بات مرکوز ہوتی ہے کہ وہ ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد ہوں اور تمام قیود اور حدود سے الگ تھلگ رہیں۔ یہ خلیع الرسن لوگ مادر پدر آزاد ہوتے ہیں۔ بھلا دنیا میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو قوانین قدرت کی حکومت کے نیچے نہ ہو۔ بھلا قوانین فوجداری اور دیوانی اور تعزیرات ہند سے کون آزاد ہو سکتا ہے۔ انسان تو بندہ ہے پس یہ ہمیشہ پابندی کے ماتحت ترقی کر سکتا ہے قوانین کی تتبع کر آزادی ملتی ہے۔ قوانین شکن کبھی بھی آزادی کی راحت حاصل نہیں کر سکتا ❊

کیسی مبارک ہے وہ غلامی جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل ہوتی ہے اور کیا ہی لعنتی ہے وہ آزادی جس کا نتیجہ سوائے جہنم کے اور کچھ نہیں۔ اذا قیل له اتق اللّٰه اخذته العزة بالاثم فحسبه جهنم ولبئس المهاد۔ جب اس کو کہا جاتا ہے میاں اللہ سے ڈر اس کو اپنی عزت اور پوزیشن کا خیال آ جاتا ہے اس سے وہ گناہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ پس ایسے شخص کے لئے جہنم کافی ہے اور بہت بُری جگہ ہے بھلا حرّیت پرست لوگو ہمیں یہ تو بتلاؤ کہ اوامر الٰہی کے سامنے تمہاری حرّیت کیا حیثیت رکھتی ہے کیا تم حکومت الٰہی سے آزاد ہو سکتے ہو۔ این خیال است و محال است و جنون۔ یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموٰت والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان۔ اے بڑے اور چھوٹے لوگو! اگر تم کو طاقت ہے کہ زمین و آسمان کے کناروں سے آزاد ہو کر بھاگ جاؤ تو بھاگ جاؤ تم نہیں بھاگ سکتے مگر دلیل اور غلبہ کے ساتھ ❊

ان خلیع الرسن لوگوں نے حرّیت کو یہاں تک پہنچا دیا ہے کہ قرآن و حدیث کو بھی اسی کے ماتحت رکھنا چاہتے ہیں۔ بھلا وہ اس میں کسی طرح بھی کامیاب ہو سکتے ہیں؟ کلا و حاشا۔ امرنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان ننزل الناس علیٰ قدر منازلهم۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو یہ فرما دیں کہ ایک امام بنا لیا کرو۔ اور اس کی اطاعت تم پر لازمی اور حتمی ہونی چاہیئے۔ صرف یہ مدنظر ہونا چاہیئے لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ مگر یہ لوگ قرآن و حدیث کے مطابق خلفاء رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گدی نشین اور پیر کے لقب سے موسوم کرنے میں ذرا بھر بھی خدائے غیور سے نہیں ڈرتے اور انکے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو پیر پرستی کا الزام لگاتے ہوئے خشیت الٰہی کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور خدا پرست لوگوں کو بُرے سے بُرے الزامات لگانے سے ذرا بھی مضائقہ نہیں کرتے اور نہیں سمجھتے کہ وہ خود ان قیود سے آزاد نہیں ہیں اگر لفظ خلیفہ سے انکو کینہ ہے اور اس لئے اسکے مبائعین کو پیر پرست کہے چلے جاتے ہیں تو کیا وہ اس کی مثال پیش کر سکتے ہیں کہ خلفاء کے زمانہ مبارک میں پیر پرستی کبھی ہوئی بلکہ پیر پرستی کا تو وہ خلفاء استیصال کر دیتے ہیں۔ خلفاء کی نسبت خود اللہ تعالیٰ گواہی بڑے زور سے دے چکا ہے کہ وہ ہمیشہ عبادت الٰہی کرینگے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرینگے۔ کیا وہ پیر پرستی جو ان کو آج بری لگ رہی ہے خود کئی سال تک اس کے حلقہ بگوش غلام نہیں رہ چکے۔ اور کیا انھوں نے یہ نہیں کہا کہ ہماری بیعت صوفیاء کی طرز پر تھی یعنی پیر سمجھ کر اور کیا **خلیفہ اول غیر مامور نہیں تھے**۔ ہمارے نزدیک تمام خلفاء جو آیت استخلاف کے ماتحت سند خلافت پر جلوہ فگن ہوتے ہیں وہ سب کے سب مامور ہی ہوا کرتے ہیں کیونکہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے کیا حرّیت پرست لوگوں نے ناخنوں تک زور نہیں لگایا کہ خلافت کو سرے سے ہی اُڑا دیا جاوے اور اس کی بجائے برہموؤں کی ایک منڈلی بنا لی جاوے مگر چونکہ وہ اس میں ناکام اور خائب و خاسر رہے ہیں اسلئے انہیں وہی جگہ جس کو مامور من اللہ سلسلہ کا مرکز قرار دے گیا ہے آج گدی کی جگہ نظر آتی ہے۔ کیا یہ ان کا اعتراض خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر نہیں پڑتا مگر ان کی بلا سے وہ ایسی باتوں کو توہم پرستی کہتے ہیں۔ یہ حرّیت پرست لوگ ہمیشہ ہر رسول کے زمانہ میں موجود رہتے ہیں یہاں تک کہ ان حرّیت پرست لوگوں نے سید ولد آدم پر بھی اعتراض کرنے سے نہ چوکے کہ یا وہ قسمت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مدنظر نہیں رکھی گئی۔ اسی طرح آخری ایام کے پیغمبر پر بھی اعتراض کرنے سے یہ حرّیت کا دم بھرنے والے نہ رک سکے اور انہوں نے کہہ دیا کہ لنگر کا مال اپنے گھر پر خرچ کر ڈالتے ہیں اور پھر لنگر کی تیماری کی نسبت یوں ہی شاکی رہتے ہیں بہرحال ان حرّیت پرستوں نے اس حرّیت سے کیا کیا غضب دنیا میں ڈھایا ہے۔ کیا یہ حرّیت کرنے والے واقعی اپنے دل خوش کن اصول کے پابند ہوتے ہیں بالکل نہیں بلکہ شاعرانہ لن ترانیاں اور خشک لفاظیاں ہیں جس سے یہ پبلک کو غلطی میں ڈال رہے ہیں اور یقولون ما لا یفعلون کے مصداق ہوتے ہیں۔ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون۔ کہنے کو تو کہے جاتے ہیں کہ وہ کسی غیر مامور کی پیروی نہیں کرتے مگر امیر قوم کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جاتا ہے جو کہ مُرید اپنے پیر سے کیا کرتے ہیں جیسے دار الامان کے اخبار جو کہ انکی نظر میں ایک گدی ہے لکھا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بخیریت ہیں اور خلیفہ اول کے عہد مبارک میں لکھا کرتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہما الصلوٰۃ والسلام بخیریت ہیں۔ اور درس قرآن میں مشغول۔ اور آجکل لکھا جاتا ہے کہ حضرت فضل عمر خلیفہ ثانی بخیریت ہیں اور درس و تدریس میں مصروف۔ اسی کی نقل حرّیت پرست کرتے ہیں اور پیر پرستوں کی نقل کر کے خود بھی وہی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اگرچہ بجائے خلیفہ کے وہ امیر قوم کہتے ہیں۔ مگر ان سے کوئی پوچھے کہ لفظ خلیفہ میں کیوں پیر پرستی آگئی اور امیر قوم میں کیوں نہیں ہے۔ حرّیت کیا اور امیر قوم کیا انکو تو سوشلزم اور کمیونزم پر قدم زن ہونا چاہیئے۔ ان کو چاہیئے کہ یہ سب کے سب بلا تفریق اصول مساوات کی لڑی میں منسلک ہو جاویں اور نہ انہیں کوئی امیر قوم ہو اور نہ انہیں امام صلوٰۃ ہو اور نہ انہیں کوئی خطیب ہو۔ ورنہ پھر بھی ایک شخص واحد کی حکومت کا جوا انہیں اٹھانا پڑے گا۔ بہرحال ایک مسلم حرّیت پرست ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہمیں تو دیکھ کر یہ تعجب آ جاتا ہے کہ یہ حرّیت پرست کیوں کسی کو امیر بنا دیتے ہیں کیوں نہ یہ سب اپنی کمائی اکٹھی کر کے باہم مساوات سے بانٹ کیا کریں۔ اس سے کیا معنے کہ بعض ان میں بڑی بڑی کوٹھیوں میں رہیں اور بعض جھونپڑوں کے محتاج ہیں۔ آج یہ پیر پرستی ❊

لگ رہی ہے۔ لیکن اگر ان کارروائیوں پر نظر ظاہر ڈالی جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اسی پیر پرستی کے لئے یہ کوشاں رہے اور سعی بلیغ کرتے رہے مگر ھموا بما لم ینالوا کے ماتحت یہ اس سے محروم ہو گئے تو پھر انھوں نے یہ تدبیر کی کہ اس خلافت کو سرے سے ہی اُڑا دو۔ اور اس کو بہ بزم ادر پیر پرستی سے موسوم کر دو۔ اس طرح سے بہت سے عقل کے پورے ان کی ابلہ فریبی میں آجائینگے۔ پھر آہستہ آہستہ انھوں نے خلیفے بھی منتخب کئے اور امیر قوم بھی مقرر کر لیا۔ بھلا یہ پیر پرستی کے الزام سے کیسے بچ سکتے ہیں یہ الزام مت دو تم پر الزام لگایا جائیگا۔ پیروں کی طرح انھوں نے اپنا مقام مدینۃ المسیح بنایا۔ اور اس طرح وہاں گدی کی بنیاد ڈالی۔ پیروں کی طرح چندوں کے لئے منادمقرر کئے۔ اور وصولی کے لئے شہر بشہر اپنے ملازم نمایندگی ارسال کئے۔ اور پیروں کی طرح ایک شخص کو ممتاز بنا کر گدی پر بٹھا دیا اور پیروں کی طرح اس کے حضور میں وہی آداب اور رسوم ادا کرنے لگ پڑے ہیں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے یہ حریت کا دم بھرنیوالے کیا کرتے تھے اگرچہ یہ سب کچھ تکلف اور تصنع سے کیا جاتا ہے۔ مگر یہ چال پیر پرستی کا رواج ڈالنے کے لئے بچھایا گیا ہے چند دنوں کے بعد یہی تکلف اور تصنع عادت سے بدل جائیگا۔ پہلے اپنے گھر کی پیر پرستی دُور کریں اور کسی انسان کو کسی قسم کا امتیاز نہ دیں۔ بلکہ نماز بھی باری باری پڑھایا کریں۔ کیونکہ پیر پرستی کی اسی طرح بنیاد پڑتی ہے۔ کسی کو حضرت یا جناب نہ کہا کریں۔ کیونکہ یہ الفاظ پیر پرستوں کے ہیں۔ ان سے اجتناب ہی بہتر ہے کسی کو امیر قوم نہ کہا کریں۔ کیونکہ تمام افراد قومی یکساں ہوتے ہیں۔ کسی کو کسی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہوتی۔ صاحبزادگی کا لفظ بھی متروک کر دیں کیونکہ عموماً پیروں کے بیٹے صاحبزادے کہلایا کرتے ہیں۔ انجمن میں صرف ۵۹ افراد کو کیوں امتیاز دیا گیا۔ ہر ایک فرد اس کا ممبر ہونا چاہیئے۔ چند ممبر کون سے مامور ہیں پس ان کی اطاعت جائز نہیں ہے کیونکہ غیر مامور کی اطاعت ہرگز نہیں چاہیئے۔ افسوس ان حریت پرستوں پر اصرار رہو کر پھر غیر مامور کے کہنے پر چندے دے رہے ہیں ✣

---

**جدید بیعت**۔ عبد اللطیف صاحب کمپونڈر پشاور۔ محمد حسین صاحب امیدوار نہر موضع جھنڈرا ضلع فیروزپور۔ محمد محبوب حسین صاحب معرفت سکرٹری انجمن احمدیہ مونگ۔ اللہ رکھا صاحب واحمدالدین صاحب۔ قائمین راولپنڈی (۲۰ دن کی ڈاک)

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# خطبۂ نکاح ✣

۳۱ - مئی ۱۹۱۴ء

## جو مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے حضرۃ سیدنا و امامنا خلیفۃ المسیح ثانی کے نکاح پر پڑھا

آپ نے خطبہ مسنونہ پڑھ کر فرمایا کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں تقوےٰ کی تعلیم دی ہے۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ نکاح کیا چیز ہے۔ اور اس کی اصل غرض کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ نکاح میں کچھ قول و اقرار بھی تم کرتے ہو اور قول و اقرار کی نسبت اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ و قولوا قولاً سدیداً۔ اے ایمان والو! ہمیشہ سچی بات کرو جس میں کوئی ہیر پھیر نہ ہو۔ تقوےٰ کو اس موقعہ پر اس لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار دُہرایا ہے کہ جب انسان تقوےٰ کی نیت پر کوئی کام کرتا ہے اور اس کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کام پر متقیانہ عمل کرے تو خدا اس کی مدد کرتا اور اس کو کام کے کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ اسواسطے تقوےٰ کا حکم دیکر آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یغفرلکم ذنوبکم کہ تم کو کمزوریوں اور غفلتوں سے بچایا جائیگا یا جو ایسی غلطیاں ہونگی کہ جن کا نتیجہ بُرا نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان سے تمہیں بچا لیگا ✣ تقوےٰ کا ارادہ وہ چیز ہے جو انسان کو ہر ایک معاملہ کے نبھانے پر آمادہ کرتا اور مددگار ہوتا ہے۔ نکاح کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو دوسری آیت پڑھا کرتے تھے وہ یہ ہے یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ و قولوا قولاً سدیداً الاٰیۃ اگر اس آیت کو پہلی آیت کو (جو کہ یاایھا الذین اٰمنوا لا تکونوا کالذین اٰذوا موسیٰ فبرّاہ اللّٰہ مما قالوا وکان عند اللّٰہ وجیھاً ہے) اس کے ساتھ ملا کر سلسلہ نظم کو دیکھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ پاک باز لوگوں کو دکھ دینے والی باتیں قول سدید نہیں ہوتیں۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگائے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فبرّاہ اللّٰہ مما قالوا وکان عند اللّٰہ وجیھا۔ کہ موسےٰ پر جو الزام لگائے گئے تھے وہ لایعنی تھے۔ اللہ نے اسکو ان سے بری کر دیا وہ اللہ کے نزدیک مکرم تھا۔ اس آیت کو جب اگلی آیت سے ملایا جاتا ہے۔ تو بات اچھے طور پر کھل جاتی ہے اور اس رکوع کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ پاک لوگوں کے ارادے ہمیشہ پاک اور بد لوگوں کے ارادے بد ہوتے ہیں اور پلید لوگ اپنے پلید ارادوں پر پاکوں کے پاک ارادوں کو قیاس کر کے ان کو بھی پلید یقین کر لیتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان پر اعتراض کر دیتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کے مقرب لوگ ہمیشہ نیک ہی ارادے اور نیک ہی کام کیا کرتے ہیں۔

صوفیاء نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کے مقربین کا ایک ایسا مقام ہوتا ہے کہ جب وہ اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ تو اگر ان پر شبک اعتراض بھی کیا جائے تب بھی خدا تعالیٰ کو پسند نہیں آتا۔ قریب کے زمانہ میں ایک بزرگ بڑے باکمال گذرے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ انکی بڑی تعریف کیا کرتے تھے ان کا نام میرزا مظہر جان جاناں ہے۔ میں نے ان کی نسبت پڑھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کچھ بات کی تو ایک عورت نے اس کو کچھ اُلٹا سمجھ کر مجھے بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ اس وقت اسپر عذاب اُتر رہا تھا۔ اگر میں اس کا مقابلہ کرتا اور بُرا بھلا کہتا تو اسپر سے عذاب ٹل سکتا تھا لیکن میں خود مجاہدہ میں مشغول تھا۔ اسلئے میں نے اپنے ساتھی کو کہا کہ اس کو تم ہی بُرا بھلا کہو مگر اُس نے نہ کہا وہ ابھی کہہ ہی رہی تھی کہ سانپ نے نیچے سے نکل کر اسے کاٹا اور وہ اسی جگہ مر گئی۔ یہ میں نے اسلئے سنایا ہے۔ کہ میں نے خود پڑھا ہے اور سنا ہے کہ بعض لوگوں نے اس نکاح کے متعلق جس کا میں خطبہ پڑھنے لگا ہوں۔ گندہ دہنی کا ثبوت دیا ہے اور دینگے۔ اصل بات یہ ہے کہ ناپاک لوگ دوسروں کو بھی ناپاک سمجھ کر اپنے اوپر قیاس کر لیتے ہیں دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت نکاح کئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ دوسری شادی اس وقت کرنی چاہیئے جبکہ بیوی خوبصورت نہ ہو یا اولاد نہ ہوتی ہو۔ اور اگر یہ ضرورتیں نہ ہوں پھر دوسری شادی کرنی نفسانی خواہشات پر مبنی اور ابتلا کا موجب ہوتی ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سی شادیاں کی ہیں۔ آپ کی شادیوں کے اغراض بھی گندی نفس والوں نے گندے ہی قرار دئے اور ظاہر کئے ہیں لیکن پاک نفس لوگ خوب جانتے ہیں کہ آپ کی شادیاں کن پاک اغراض پاک ضرورتوں اور نیک مصلحتوں پر مبنی تھیں۔ کوئی مسلمان نہیں کہہ سکتا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کام لایعنی اور بے وجہ کیا ہے۔ نکاح کی غرض فقط یہ نہیں ہوتی کہ اولاد پیدا ہو یا بیوی خوبصورت مل جائے بلکہ اور بہت سی اغراض ہوتی ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جن عورتوں سے شادیاں کیں۔ انمیں بعض ایسی ہیں جن سے

نہ اولاد کی کچھ اُمید ہو سکتی تھی اور نہ ہی ان کی معاشرت کچھ زیادہ مرغوب خاطر ہو سکتی تھی کیونکہ ان کی عمر بہت زیادہ تھی تو معلوم ہوا کہ پاک لوگوں کے ارادے اور اغراض گندے آدمی نہیں سمجھ سکتے بہت لوگ گندی بات سُن کر جلد متاثر ہو جاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے جس طرح سورہ نور میں خلافت کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دیا ہے۔ اسی طرح اس نے اس میں ایک پکا قاعدہ بتا دیا ہے جس سے نیکوں پر گندے الزام لگانے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسی خبر کے متعلق جو فاسق لائے۔ سورہ حجرات میں فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا کہ اے مومنو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کو فوراً نہ مان لیا کرو بلکہ اچھی طرح اس کی تحقیقات کر لیا کرو۔ لیکن سورہ نور میں اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ کے الزام کی نسبت اس طرح فرماتا ہے کہ ولولا اذ سمعتموہ قلتم مایکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک ھذا بھتان عظیم۔ کہ اے مومنو! کیوں ایسا نہ ہوا کہ جونہی تم نے سُنا تھا تو سُنتے ہی تم کہدیتے ہمیں یہ بات زبان پر بھی نہ لانی چاہیئے۔ اے اللہ تو تو پاک ہے اور یہ بڑا بہتان ہے۔ یہاں خدا تعالیٰ نے تحقیق کرنے کی طرف رغبت نہیں دلائی یہاں تو تحقیق کرنا ہی حرام ہے کیونکہ ایک دفعہ خیال کیا کہ الزام عورت پر ہے۔ تو اللہ پاک ہے۔ کے بیان کرنے کی کیا وجہ ہے۔ لیکن اس سے آگے کی جو آیت الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت والطیبٰت للطیبین والطیبون للطیبٰت پڑھ کر مجھے جلدی ہی معلوم ہو گیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ پاک چیزیں پاک روحوں سے تعلق رکھتی ہیں اور پلید چیزیں پلید روحوں سے اور پاکوں کے پاک ہی ساتھی ہوتے ہیں اور پلیدوں کے پلید تو اب دیکھنا چاہیئے کہ عائشہ کس کی معیت میں رہتی تھی۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں۔ اسلئے اگر کوئی یہ خیال کرے کہ عائشہ ناپاک تھی (نعوذ باللہ من ذلک) تو پھر (نعوذ باللہ من ذلک) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناپاک ہوئے پھر چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق خدا سے ہے اور وہ خدا کے نبی ہیں۔ اس لئے یہ اعتراض خدا تک پہنچتا ہے اسلئے خدا تعالےٰ نے فرمایا کہو سبحانک کہ اللہ پاک ہے۔

پاک لوگوں اور ان کی معیت میں رہنے والوں پر جو کہ الزام لگتے آئے ہیں اور آئندہ بھی لگتے رہینگے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ بتا دیا۔ اولٰئک مبرءون مما یقولون کہ پاک لوگوں کی معیت خاصہ والے اب بھی بری ہیں اور آئندہ بھی اُس سے بری رہینگے جو کہنے والے انپر کہیں گے۔

اہل بیت حضرت مسیح موعود وہ لوگ ہیں جن کی معیت خاصہ خدا کے برگزیدہ ایک نبی اور رسول کے ساتھ ہے مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ نہایت کثرت سے یہ الہام مجھے ہوا ہے کہ انی معافظ کل من فی الدار ومع اھلک۔ تو اہل بیت وہ لوگ ہیں جو کہ بوجہ معیت مسیح اللہ تعالیٰ کے ساتھ معیت رکھنے والے ہیں اسلئے انپر الزام لگانا گویا خدا پر الزام لگانا ہے۔ ہاں جو شخص ایمان کا پکا ہو یا جسے مباحثات میں پڑنا ہو وہ ایسے معاملات میں غور کرے۔ عام مومنوں کو ان بحثوں میں نہیں پڑنا چاہیئے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ کیوں نہ جس وقت مومنوں نے سُنا تو فوراً کہدیا کہ ہم ایسی بات کا ذکر ہی نہیں کرتے۔

آجکل خدا اور رسول کے اہل بیت پر اسی طرح کے الزام لگائے جا رہے ہیں۔ جیسے خوارج نے گندے سے گندے الزام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت والوں پر لگائے تھے۔ وہ سنو خوب یاد رکھو۔ میں نے اہل بیت کو خوش کرنے کے لئے یا خوشامد کے طور پر بیان نہیں کیا بلکہ اللہ تعالےٰ کا کلام سُنایا ہے اگر کسی کو شک ہو تو وہ سورہ نور میں دیکھ لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے موقعوں پر تمہیں ان بحثوں سے الگ رہنا چاہیئے اور سُنتے ہی انکار کر دیا کرو کہ یہ بڑا بہتان ہے۔

اس وقت میں ایک نہایت متبرک نکاح کا اعلان کرتا ہوں یہ ہمارے دو اعلےٰ بزرگوں کے پیارے جگر گوشوں کا نکاح ہے جس کی خبر سُنکر سارے پاک نفسوں کو سوائے کسی خبیث روح کے خوشی ہوگی۔ کہ انکے پیشوا یعنے مرشدنا وامامنا میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا نکاح حضرت مولانا خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی لڑکی امۃ الحی سے ایکہزار روپیہ مہر پر قرار پایا ہے۔

اسکے بعد جب میاں عبد الحی صاحب سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کو عزیزہ امۃ الحی کا نکاح حضرت سیدنا میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے کر دینا منظور ہے؟ تو عزیز موصوف کھڑے ہوئے اور آپنے مختصر الفاظ میں تقریر فرمائی۔ جو بلحاظ اپنے مطالب کے بہت پُراثر تھی اور جسے سُنکر بعض اصحاب کے آنسو نکل آئے وہو ہذا میں پہلے اس کے کہ جرأت کروں اور یہ کہوں کہ (جو کچھ مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب نے فرمایا ہے) ٹھیک ہے، آپ صاحبان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح وہ انسان تھے جنھوں نے اپنی عمر۔ اپنا مال۔ اپنی جان آپ لوگوں کے لئے قربان کر دی۔ انکی چیزیں تمہاری چیزیں۔ ان کا مال تمہارا مال۔ انکی جائداد تمہاری جائداد ہے۔ اس لئے پہلے اس کے کہ انکی ایک امانت کو کسی کے سپرد کر دوں آپ سے یہ چاہتا ہوں کہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اس امانت کو سپرد کر دوں (یہ بات کہنے پر چاروں طرف سے آوازیں آئیں کہ بیشک آپکو اجازت ہے) بہت بابرکت بات ہے جب آپ نے مجھے اجازت دی۔ تو میں کمال خوشی سے اس بات کو قبول کر کے ہاں کرتا ہوں۔

---

# نکاح ثانی پر اعتراض

الفضل میں ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کا اعتراض نکاح ثانی پر پڑھ کر کمال تعجب ہوا جو الفاظ انہوں نے اس بارہ میں استعمال کئے ہیں وہ ہرگز ایسے نہیں ہیں جو ایک مدعی اسلام اور واقف قرآن کی زبان قلم سے نکل سکیں۔ سنیئے :۔

**یتیم۔** وان خفتم الا تقسطوا فی الیتٰمٰی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی وثلٰث وربٰع۔ یہاں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو پھر تم اور عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں۔ دو دو تین تین چار چار نکاح کرو۔ یہاں سے پایا جاتا ہے کہ یتیم لڑکی سے نکاح کرنا بہت بہتر ہے۔ ہاں اگر اس سے نکاح کرنے میں بے انصافی ہو جانے کا ڈر ہو تو پھر تم اور عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو۔ غرض یتیم لڑکی سے نکاح جو آپکے مذہب میں قابل اعتراض ہے ہمارے مذہب میں بہت فضیلت رکھتا ہے۔

**بے کس۔** شاید آپ کو یہ خیال ہو کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کے فوت ہونے سے اس لڑکی کا کوئی وارث نہیں رہا۔ مگر غالباً آپکو معلوم نہیں کہ خدا کے فضل سے وہ لڑکی بے کس نہیں ہے۔ رشتہ داروں میں اس کی والدہ نانی۔ بھائی ماموں خالائیں اور انکی اولاد چچا کی اولاد۔ اور پھر خود خلیفۃ المسیح ثانی اسکے جانشین اور محسن جناب نواب صاحب اور تمام احمدی قوم کا فرد فرد حضرت مولوی صاحب مرحوم کی اولاد کی ہر قسم کی خدمت کے لئے حاضر ہے کیا آپ پھر بھی اسے بے کس کہہ سکتے ہیں۔ سب سے بڑھکر اس کا مولا خدا وند تعالےٰ ہے جو نیکوں کی اولاد کو ضائع نہیں کرتا اور بموجب الطیبٰت للطیبین کے وہ طیب آدمیوں کی طیب اولاد کو طیب ہی خاوند عطاء فرمائیگا۔ خواہ کسی کو بُرا لگے۔

**دس سال۔** تو سراسر افترا ہے وہ لڑکی ماشاء اللہ چودھویں سال میں ہے جیسا کہ حضرت مولوی صاحب کی تحریر سے ظاہر ہے اور پھر اس کی پیدائش کے سن کے سینکڑوں گواہ اسوقت موجود ہیں اور اس کی ہمعمر لڑکیاں بیاہی جا چکی ہیں۔ پرانی باتیں جانے دو کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت اقدس کی اپنی لڑکی مبارکہ کا

نکاح دسویں سال میں اور رخصتانہ یارھویں سال میں عمل میں آیا اور پھر حضور کی وہ بہو جس کا نکاح مبارک احمد مرحوم کے ساتھ ہوا تھا۔ نکاح کیوقت ماں کا دودھ پیتی تھی ❊

اور بالآخر ہم شاہ صاحب سے ہی پوچھتے ہیں کہ خود آپ کی جنکی ہوی کو کی کیا عمر تھی جب حضرت اقدس نے اس کے لئے اپنے ایک صاحبزادہ کے نکاح کا پیغام بھیجا تھا میرے خیال میں شاید وہ بچی چار سال سے بڑی نہ ہوگی۔ اور بجائے مرشد کی مرضی اور ارشاد کو آنکھوں پر رکھنے کے آپکے ہاں سے حضرت اقدس اور انکے خاندان کو جواب میں بہت ہی تیر سے پہنچے بلکہ خود بدولت نے بھی اپنے دوستوں میں بیٹھ کر اظہار ناراضگی فرمایا۔ شاید آپ اپنی سادات کے مقابل ان کو گھٹیا ذات کا سمجھتے ہونگے۔ واللہ اعلم۔ لعد شاید وہی دن تھا کہ جس دن سے آپ کی طبیعت میں اہل بیت کا بغض ودیعت رکھ دیا گیا۔ اور شاید آپ بھول گئے ہوں تو میں بتا دوں کہ پیغام پارٹی کے ایک ممبر نے حضرت صاحب کی ایک لڑکی سے ۹ برس کی عمر میں ہی نکاح کا پیغام بھیجدیا تھا اور سنیے۔ ایک بات سن رکھیے۔ عرصہ ایک سال کا ہوا کہ ایک شخص نے اپنے نکاح کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح اول کے حضور ذکر کیا تو آپنے دو تین لڑکیوں کا ذکر فرما کر یہ بھی اظہار فرمایا کہ ایک ہماری لڑکی بھی ہے مگر وہ کچھ چھوٹی ہے۔ ہاں برس دو تک وہ نکاح کے قابل ہو جائے گی۔ اب یہ کہنا کہ وہ لڑکی ایسی کمزور الجثہ ہے کہ کسی صورت میں نکاح کے قابل نہیں ایک بڑے تجربہ کار حکیم اور لائق تجربہ کار طبیب کو جھوٹا بناتا ہے۔ کیا کمزور الجثہ (گو کہ یہ عجیب لغت ہی) ہونا کسی لڑکی کا اس کے نکاح کا مانع ہو سکتا ہے؟ بعض لوگ فطرتی دُبلے پتلے ہوتے ہیں اور ہمیشہ ہی ایسے رہتے ہیں پس پھر تو ان کا نکاح اور سلسلہ توالد و تناسل بموجب آپکے فتوے کے بند ہو گیا۔ موٹے ہی موٹے قابل نکاح باقی رہ گئے۔ مگر کیا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اولاد نہ ہونے کا ایک سبب عورتوں کا موٹاپا بھی ہے اور جب موٹی عورتوں کے بچہ نہیں ہوتا تو ڈاکٹر اور حکیم تو الگ۔ جہلا بھی متواتر چالیس روز جلاب دیکر انکی چربی پگھلا کر کمزور الجثہ بناتے ہیں تاکہ جس منشاء کے لئے خدا نے عورتوں کو پیدا کیا ہے وہ پورا ہو ❊

**سادہ لوح** کے لفظ سے تو میں اس خاندان کی بہت ہتک سمجھتا ہوں باپ وہ عظیم الشان دل و دماغ والا آدمی اور ننھیال کی طرف سے لڑکی کی والدہ اور نانا اور ماموں نہایت سمجھدار۔ زیرک۔ عقلمند انسان اور پھر نیک۔ کیا ایسوں کی اولاد بیوقوف اور سادہ لوح ہو سکتی ہے شاہ صاحب آپ کو تو اس لڑکی کا کچھ تجربہ نہیں ہمارے تو ہاتھوں میں اس نے پرورش پائی ہے۔ خدا کے فضل سے وہ نہایت دانا زیرک سمجھدار ہشیار لڑکی ہے۔ ایک دن غالباً پچھلے دسمبر میں حضرۃ خلیفۃ المسیح کے پاس میں اسکے والد بزرگوار بیٹھا ہوا تھا بلاکر فرمانے لگے ہماری لڑکی بڑی زیرک ہے اور علم کا بھی اسے بہت شوق ہے۔ اب آپ اسے سادہ لوح کہیں تو پھر افسوس ہی کی بات ہے اگر قرآن کے ترجمہ میں ہی آپ کا اور اس کا مقابلہ کیا جاوے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ آپ اس کے مقابل پر فیل ہو جاویں آپ تو ڈاکٹر ہیں کیا آپنے اس کے دماغ کی بناوٹ کیسی نہیں دیکھی مگر افسوس دیکھا تو بہت کچھ ہے مگر اسوقت آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور پھر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کس طرح ہمیشہ خواہشمند رہتے تھے کہ کسی طرح میرا جسمانی تعلق بھی حضرت اقدس کے خاندان سے ہو جاوے۔ بلکہ حضرت صاحب کے سامنے اور بڑی بڑی مجالس میں آپنے اس کا ذکر بڑی دلی آرزو کے ساتھ فرمایا۔ الحمدللہ کہ مومن نامراد نہیں رہتا اسکی بعض خواہشات اس کی آنکھوں کے سامنے اور بعض اس کے بعد خدا پوری کر دیتا ہے غرضیکہ اس کو ناکام نہیں رکھتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے مدت ہوئی کہ اپنی بڑی لڑکی اماں کو خود حضرت صاحب کے لئے پیش کیا تھا مگر منشائے الٰہی اسوقت نہ تھا اب اس مومن کی آرزو اور منشائے ایزدی پورا ہونے کا وقت آیا تو آپ لگے اعتراض کرنے کیا آپ اس سے بہتر کوئی اور تعلق بتا سکتے ہیں

**پہلی بیوی خوبصورت ہے اور ۴۰ سال کی عمر ہے** اول تو آپ کو اس سے کچھ غرض ہی نہیں کہ خوبصورتی بدصورتی کی پرچول فرماویں اور اگر پہلی بہ نسبت دوسری کے زیادہ اچھی ہو تو نکاح ناجائز قرار دیں مگر تاہم آپکے مورث اعلیٰ کا ایک فرمان آپکو سنائے دیتا ہوں آپنے فرمایا کہ کسی عورت سے چار چیزوں کے سبب سے نکاح ہوتا ہے اس کے مال کی وجہ سے اسکی خوبصورتی کی وجہ سے اس کی حسب نسب کیوجہ سے اور اسکے دین کی وجہ سے۔ پھر آپنے فرمایا۔ علیک بذات الدین یعنی دین کے لئے نکاح سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ دیکھیے جمال اور خوبصورتی پر زیادہ مقدم دین ہے اگر یہاں آپکے مرشد خلیفۃ المسیح اور اپنے باپ کے جانشین اول المومنین کی لڑکی کی خواہش کے مطابق اپنے نکاح میں میاں صاحب نے آئیں تو اس سے بڑھ کر دینی تعلق اور کیا ہوگا یہ نکاح نہ مال کے لئے ہے نہ جمال کے لئے نہ حسب نسب کے لئے بلکہ خاص دین اور دینی تعلقات کے بڑھانے کے لئے۔ بلکہ خود آپکے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی شہوت یا حسن پرستی کے وجوہات درمیان میں نہیں ہیں جن کے سبب سے یہ رشتہ ہونے لگا ہے ❊

**دو تین لڑکے اس کے پیٹ سے ہیں**۔ کیا آپکے نزدیک نکاح شے ہی دو تین بال بچے پیدا کرنیکے اور کسی صورت میں جائز نہیں خدا تعالیٰ نے نکاح کیلئے اور بھی وجوہات فرمائی ہیں شاید اولاد کا بھی ذکر ہو۔ مگر اغراض نکاح تو اس سے بہت بالاتر ہیں۔ قرآن شریف کھولکر دیکھیں اور پھر دوسروں کو کافی سمجھ لینا بھی غلطی ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے بہت ترغیب نکاح کی دلائی ہے اور کثرت اولاد کو بہت پسند فرمایا ہے تاکہ یہ امت امم ماضیہ کے گنتی میں بہت بڑھ کر رہے پھر جب یہ آخری لڑکا محمد عبداللہ حضرت خلیفۃ المسیح کے گھر میں تولد ہوا تو آپنے مجلس میں فرمایا کہ یہ کیا ہیں ہماری آرزو تو یہ ہے کہ پانسو لڑکے ہمارے ہاں ہو جاویں تب بھی ہم سیر نہ ہوں آپ کا یہ مسئلہ شاید فرانس کے ملک میں پسندیدہ نظر سے دیکھا جاوے مگر محمدی تعلیم سے مذاق رکھنے والے اور احمد اور خلیفۂ احمد کے جانشین اس کو اپنے آقاؤں کے کلام اور مرضی کی مخالفت پاتے ہیں اور پھر خدا کا صریح حکم ہے کہ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ یعنے منشائے الٰہی تو ایک سے زیادہ ہی کا معلوم ہوتا ہے۔ ہاں البتہ عدل ملحوظ رہے جہاں یہ ناممکن ہو وہاں واحدۃ کی اجازت ہے۔ لے شاہ صاحب! اگر آپ بھی اپنی فراخی اور کشایش سے فائدہ اٹھا کر اس الٰہی حکم پر عمل پیرا ہوتے تو یہ جوش و خروش اور سب وشتم جس کے آپ آجکل گنہگار ہو رہے ہیں غالباً بہت کم ہو جاتا ہے اول تو آپکے خود ضرورت ہے ورنہ ڈر ہے کہ یہ آپکی تیز زبان آپ کو کہیں سے کہیں نہ پہنچا دیں بیشک نکاح حیوانی جوش کو بہت کم کر دیتا ہے ❊

**اور حال میں ہی ایک لڑکے کا بھی پیدا ہوا ہے** جناب من یہ عورتوں کیلئے ہیں اولاد پیدا ہونا اور حمل اور رضاعت ہی تو زیادہ تر منجملہ ان اسباب کے ہیں جن کی بناء پر آپ مخالفین اسلام کے سامنے یہ ثابت کرتے ہیں کہ تعدد ازدواج نہ صرف جائز بلکہ اکثر حالات کے ماتحت ضروری ہے ❊

**روپیہ تو پہلے سنبھال لیا** کس نے؟ آپنے یا خلیفۃ المسیح ثانی نے؟ جی۔ انجمن آپنے بنائی۔ قادیان آنے سے چندہ آپنے روکا اور لاہور میں اسکے وصول کرنے کا انتظام کیا۔ مقبرہ نیا آپ بناتے ہیں پرانی وصیتوں کو فسخ کرانیکی کوشش اور نئے مقبرہ میں وصیت کروانے اور دسواں حصہ مال لینے کی آپ کوشش کر رہے ہیں کہ ہم ❊

**اب بیویاں بھی ہوتی شروع ہوگئیں** اس تمام فقرہ کی بندش سے میں تو آپ کی مراد یہ سمجھا تھا کہ لوگوں کا روپیہ تو پہلے سنبھال لیا اب انکی بیویاں بھی قبضہ میں کرنی شروع کر دی ہیں مگر خیر شاید آپکا یہ مطلب نہیں ہے کیوں جناب من! کیا پیغام پارٹی میں سے کسی کی ہاں نسبت کیگئی تھی۔ جو آپ کو ملال ہوا یا آپ خلیفۃ المسیح کی لڑکی کے جائز وارث اور موصی تھے جو آپ کو اعتراض پیدا ہوا۔ اور کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

# خطبۂ جمعہ

## جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۲۹ مئی ۱۹۱۴ء کو دیا

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ ایک اور احسان بیان فرماتا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ان رکوعوں میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بار بار اپنے احسانات گنائے ہیں۔ اور بار بار احسان گنانے کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کو بتایا ہے۔ کہ دیکھو بنی اسحٰق سے جو وعدے ہم نے کئے تھے۔ وہ پورے ہو گئے ہیں۔ اور ان سے ہم نے وعدہ خلافی نہیں کی۔ جب ان سے وعدہ خلافی نہیں کی گئی۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم سے وعدہ خلافی کی جاویگی۔ جو انعامات بنی اسرائیل پر خدا تعالیٰ نے کئے تھے۔ ان میں سے ایک اور انعام بیان فرماتا ہے۔ کہ

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝

جب موسیٰ علیہ السلام بہت مدت فرعون اور اس کی قوم کو تبلیغ کرتے رہے۔ اور ان کو کوئی اثر نہ ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا۔ کہ تم اپنی قوم کو لیکر اس ملک سے نکل جاؤ۔ جب آپ اپنی قوم کو لے کر چلے۔ تو فرعون کو اس بات کا پتہ لگ گیا۔ وہ بہت سا لشکر لے کر ان کے پیچھے دوڑا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور طاقت سے موسیٰ علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کو تو بچا لیا۔ لیکن فرعون اور اس کے ہمراہیوں کو غرق کر دیا۔ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو فرماتا ہے کہ ہم نے تمہاری خاطر سمندر کو پھاڑا۔ اور تم کو فرعون کے لشکر سے نجات دی۔ اور تمہاری آنکھوں کے سامنے آل فرعون کو غرق کیا۔ ایک احسان ایسا ہوتا ہے۔ جو انسان سنتا ہے۔ کہ ایسا میرے لئے ہوا اس بات کا اس پر اور اثر ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنی آنکھوں سے اپنے اوپر کوئی احسان ہوتا دیکھتا ہے۔ تو اس کی خوشی اور راحت بہت بڑھ جاتی ہے۔ بنی اسرائیل نے اپنی آنکھوں سے یہ دیکھا۔ کہ ہم اور ہمارے دشمن ایک ہی جگہ سے آئے تھے لیکن جب ہم دریا سے گذرے ہیں۔ تو دریا کا اکثر حصہ خشک تھا۔ اور کہیں کہیں پانی تھا۔ اس لئے ہم تو صحیح وسلامت گذر گئے ہیں۔ لیکن جب اسی جگہ سے فرعون اور اس کا لشکر گذرنے لگا ہے تو پانی کی ایک ہی لہر نے ان کو غرق کر دیا ہے۔ مگر باوجود اتنے اتنے بڑے اور کھلے نشانات دیکھنے کے وہ باز نہ آئے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو دکھ ہی دیتے رہے۔ اور ان کی نافرمانی ہی کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے بنی اسرائیل جو وعدہ ہم نے تمہارے ساتھ فرعون سے چھڑانے کا کیا تھا۔ اور تم کو مصیبت سے نجات دی تھی۔ لیکن تم نے اس کی کوئی قدر نہ کی۔ پھر ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا۔ (تیس راتوں کا ایک دفعہ۔ اور دس کا ایک دفعہ۔ دونوں کو ملا کر چالیس راتیں ہوئیں۔) لیکن اے بنی اسرائیل باوجودیکہ تم نے اتنے نشانات دیکھے۔ لیکن پھر بھی تم بچھڑے کے پجاری بن گئے۔ اور مشرک ہو گئے۔

ظالم۔ مشرک کو بھی کہتے ہیں۔

بنی اسرائیل فرعونیوں کے ماتحت تھے۔ اس لئے ان کے دلوں میں ان کی محبت کی وجہ سے بچھڑے کی پرستش کے خیالات بیٹھے ہوئے تھے۔ اب بھی جہاں جہاں مسلمان ہندوؤں کے زیر اثر ہیں۔ وہاں گائے کا گوشت نہیں کھاتے۔ میں یہاں کے پرائمری سکول میں پڑھنے جایا کرتا تھا۔ اور جیسا کہ پرائمری سکولوں کا قاعدہ ہے۔ کہ تمام دن کھلے رہتے ہیں۔ ہمارا سکول بھی کھلا رہتا تھا۔ اس لئے میرا کھانا مدرسہ ہی میں گیا جب میں کھانا کھانے لگا۔ تو ایک مسلمان لڑکے نے مجھے کہا۔ کہ میں مرزا جی! آپ ماس کھانے لگے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔ کہ ماس کیا ہوتا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ ماس کیا؟ تو اس نے کہا۔ کہ کیا آپ گوشت کھایا کرتے ہیں؟ میں نے کہا۔ ہم تو ہر روز اپنے گھر گوشت کھاتے ہیں۔ اس مسلمان لڑکے کے اس قدر تعجب کے مجھ سے یہ بات پوچھنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ ہندو استاد سے پڑھتا تھا۔

بنی اسرائیل میں فرعونیوں کے خیالات اثر کر چکے تھے جنکی موسیٰ علیہ السلام اصلاح کرتے رہتے تھے۔ اس لئے ان کو اپنے خیالات پر عمل کرنے کا موقعہ نہ ملتا تھا لیکن جب موسیٰ علیہ السلام ان سے چند دنوں کے لئے جدا ہوئے۔ تو ان کو موقعہ مل گیا۔ اور انہوں نے بچھڑے کی پرستش کرنی شروع کر دی۔

جیسا کہ ہمارے چند آدمیوں نے چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور کی بیعت کی ہوئی تھی۔ اس لئے آپ کے سامنے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ادھر آپ کی آنکھیں بند ہوئیں۔ اور ادھر انہوں نے ٹریکٹ شائع کر دیا۔ یہ کام ہمیشہ چھوٹے ہی لوگوں کا ہوتا ہے۔ اور وہ ہر وقت نیش زنی کے منتظر رہتے ہیں جہاں ان کو موقعہ ملتا ہے۔ وہیں شرارتیں شروع کر دیتے ہیں سچے آدمی کبھی ایسا نہیں کرتے۔ بنی اسرائیل میں جب تک موسیٰ علیہ السلام رہے۔ انھوں نے کسی قسم کی چوں وچرا نہ کی۔ لیکن جب آپ گئے تو جھٹ بچھڑے کو پوجنے لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ پھر ہم نے اس کے بعد تم پر رحم کر کے عفو کیا۔ یعنی باوجود ساری قوم کے مشرک ہو جانے کے عذاب بعض لوگوں کو ہی دیا۔ جس کی غرض زیادہ تر یہ تھی۔ کہ تم شکر کرتے۔ اور موسیٰ کی فرمانبرداری کرتے مگر تم نے پھر بھی ایسا نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے موسیٰ کو فرقان دیا۔ تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ تمام انبیاء کے لئے ایک کتاب ہوتی ہے۔ اور ایک فرقان بعض انبیاء تو نئی شریعت لاتے ہیں اس لئے ان کو نئی کتاب ملتی ہے۔ لیکن بعض کو الہام الٰہی کے ذریعے بتایا جاتا ہے۔ کہ تم پہلی شریعت کی ہی پیروی کرو۔ یہ بھی ان کے لئے کتاب ہوتی ہے۔ فرقان یہ ہوتا ہے۔ کہ انبیاء کو خدا تعالیٰ حق و باطل میں تمیز کرنے کی فراست اور طاقت عطا کر دیتا ہے۔ فرقان کے معنی ہیں رستہ کے۔ یعنی اللہ تعالیٰ انبیاء کو ہر ایک مصیبت کے وقت ایسی راہ بتا دیتا ہے۔ کہ جس سے وہ دشمن سے کبھی مغلوب نہیں ہوتے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب اور فرقان دیا تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ لیکن تم نے اس پر بھی عمل نہ کیا۔ اور شرارت کرنی شروع کر دی۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ اے میری قوم تم نے یہ اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ کہ ایک بچھڑے کو پوجنے لگ گئے ہو۔ پس اب اس کا علاج یہ ہے۔ کہ اپنے رب کی طرف جھک جاؤ۔ اور اپنے رشتہ داروں کو جنھوں نے اس شرارت میں زیادہ حصہ لیا ہے۔ قتل کر دو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے رب کے نزدیک اگر تم ایسا کرو گے۔ تو خدا بھی تمہاری طرف جھک جائیگا۔ اور تمہیں باوجود اتنی شرارتیں کرنے کے بھی معاف کر دیگا۔ کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

جب موسیٰ علیہ واپس آئے۔ انھوں نے دیکھا۔ کہ شرارت بہت بڑھ گئی ہے۔ تو انھوں نے حکم دیا۔ کہ اس شرارت کے جو

لوگ سرغنے ہیں۔ ان کو تلاش کرو۔ جب سرغنے پکڑے گئے۔ تو انھوں نے حکم دیا۔ کہ ان کے رشتہ ہی ان کو قتل کریں۔ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کے یہی معنی ہیں۔ کہ اپنے اپنے رشتہ داروں کو مارو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ شرارت تو تم سب نے کی تھی۔ لیکن تمھارے بڑے بڑے سرغنوں کو ہی سزا دیکر باقیوں کو ہم نے چھوڑ دیا۔ مگر پھر بھی تم نے اپنی شرارتوں کو نہ چھوڑا ہم نے تو تمھاری شرارتوں کے باوجود بھی تم سے تعلق نہ توڑا۔ اور اگر پھر بھی توبہ کرتے۔ تو ہم معاف کر دیتے۔

خدا تعالیٰ اور خدا کے نیک بندے کسی سے خود خوداً قطع تعلق نہیں کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد حسین بٹالوی کی نسبت ایک کتاب میں لکھا ہے کہ تو نے ہی محبت کا درخت کاٹا ہے۔ میں نے نہیں کاٹا۔

**یاد رکھو** تم اس بات کو خوب یاد رکھو۔ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھو گے۔ تو وہ کبھی تم سے اپنا تعلق قطع نہیں کریگا۔ جب کبھی کسی قوم کا خدا سے تعلق کٹا ہے۔ اس کے اپنے ہی نفسوں کی غلطیوں سے کٹا ہے۔ اگر انسان اپنے نفس کی غلطیوں کے متعلق احتیاط سے کام لے۔ تو خدا تعالیٰ ضرور اس پر رحم کرتا ہے۔ تم بنی اسرائیل ہی کو دیکھو۔ کتنی شرارتیں اور بدیاں انھوں نے کیں۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنے رحم سے انہیں معاف ہی کرتا رہا۔ جب انسان کو کسی قسم کی سزا ملے۔ تو اس کو یہی سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ کسی میرے اپنے ہی قصور اور گناہ کی وجہ سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ رنجیت سنگھ کا ایک بیٹا تھا۔ ایک دن اس کے باورچی سے کھانے میں نمک زیادہ پڑ گیا۔ اس نے حکم دیا۔ کہ اس کی کھال اتروا دو۔ وزیر نے یہ حکم سن کر عرض کیا۔ کہ اس چھوٹے سے قصور پر اتنی بڑی سزا دینا بڑا ظلم ہے۔ اس سے لوگوں میں نفرت پیدا ہو جائیگی۔ تو اس نے کہا۔ تم جانتے نہیں اس باورچی نے تو میرا سو بکرا کھا لیا ہے۔ نمک کا زیادہ پڑنا تو اس کو سزا دینے کا ایک بہانہ ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے۔ کہ انسان جب گناہ کرتا کرتا حد سے گذر جاتا ہے۔ تب معمولی سا قصور ہی اس کی سزا کا موجب بن جاتا ہے۔ اس لئے ہر وقت انسان کو توبہ میں لگے رہنا چاہیئے۔ انسان جب بہت غلطیاں کرتا ہے۔ اور بڑی بڑی شرارتیں اس سے سرزد ہوتی ہیں۔ تب جاکر خدا تعالیٰ اس کو پکڑتا ہے بعض غلطیاں انسان سے ایسی بھی ہو جاتی ہیں۔ جن کو وہ سمجھ نہیں سکتا۔ اس لئے چاہیئے کہ انسان ہر وقت توبہ اور استغفار میں لگا رہے۔

تم خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرو۔ جن سے خدا تعالیٰ کا تعلق ہوتا ہے۔ ان سے اللہ تعالیٰ خود کبھی نہیں توڑتا۔ یہی اسحٰق پر جو انعامات ہوئے۔ وہ اب بھی پورے ہو سکتے ہیں بشرطیکہ تم ان برگزیدوں کی طرح ہو جاوٴ ٭

---

## اشاعت اسلام میں چندہ

سب سے پہلے پیغام والوں نے یہ نوٹس دیا۔ کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کوئی چندہ نہ بھیجے۔ پھر دوبارہ اعلان کیا دیکھو پیغام نمبر ۱۱۹۔ ۲۱ اپریل کسی قسم کا چندہ قادیان بھیجنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام کی خلاف ورزی ہے۔ × × ہم اپنے احباب کو یہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ کسی قسم کا روپیہ قادیان نہ بھیجیں۔

اب حضرت صاحبزادہ صاحب پر الزام دیتے ہیں کہ انھوں نے اشاعت اسلام لاہور میں چندہ دینے سے منع کر دیا ہے۔ حالانکہ ابتداء ان کی طرف سے ہوئی ہے۔ اور جب انھوں نے خدا کے مامور کی قائم کردہ انجمن قادیان میں چندہ دینے سے منع کیا۔ اور اس کے مقابلہ پر اشاعت اسلام کے کام کو روکنے کے لئے ایک اور انجمن کی بنیاد رکھدی۔ تو ضرور تھا۔ کہ اس اثم وعدوان کی امداد نہ کی جائے۔ جیسا کہ رسول اللہ کے وقت میں ایک مسجد بنائی گئی۔ اور اس کے بنانے کی وجہ چونکہ ضرر رسانی تھی۔ اور یہ کہ مسجد رسول اللہ کی رونق کا مقابلہ کیا جائے۔ اس لئے اس عبادت گاہ کا نام مسجد ضرار رکھا گیا۔ اور حکم ہوا۔ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا۔ اس میں کبھی بھی قیام نہ کر۔ کیوں؟ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ۔ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۔

جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر پہلے دن سے رکھی گئی ہے وہ زیادہ حقدار ہے۔ کہ تو اس میں کھڑا ہو۔ اس میں ایسے مردان خدا ہیں۔ جو پاکیزہ رہنے کو دوست رکھتے ہیں۔ اور اللہ پاکیزہ رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

پس جس انجمن کو خدا کے رسول نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا۔ وہی اس قابل ہے۔ کہ ہم اس میں چندہ دیں۔ اس کے لئے خدا کے مامور کی دعائیں ہیں۔

پس ضرور ہے۔ کہ اس میں پاکباز کام کرنے والے موجود رہیں۔ لیکن جو انجمن اس کے مقابل پر بنے گی۔ وہ ہرگز اس قابل نہیں۔ کہ اس کی مدد کی جائے۔ خواہ اس کا مقصد کس قدر عالیشان اور نظر فریب قرار دیا جائے پس حضرت صاحبزادہ صاحب کا حکم خلاف شرع نہیں بلکہ شرع کے عین مطابق ہے ٭

---

## انجمن کی کثرت رائے

پہلے پیغام والوں نے حضرت اقدس کی تحریر کے فوٹو شائع کئے۔ اور جب خوب اشاعت ہو چکی۔ تو پھر خود ہی اس کا انکار کیا۔ یعنی انجمن ہاں اس انجمن کی کثرت رائے کو نہ مانا۔ جس کے بارے میں بیان کرتے تھے۔ کہ خدا کے مامور کا ارشاد ہے۔ کہ انجمن میرے خلاف منشاء ہرگز نہ کریگی اب لوگوں نے اعتراض کیا۔ تو یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ تو ممبر چونکہ بیعت شدہ ہیں اس لئے ان کی رائے بمنزلہ ایک رائے کے ہے۔ اور باقی پانچ خدا کیلئے بولنے والے ہیں۔ اگر یہ اصل درست ہے۔ تو پھر خلیفہ اول کے وقت میں چونکہ سب ممبروں نے بیعت کر لی تھی۔ اس واسطے اس وقت تو چودہ ممبروں کی رائے ایک ہی شخص کی رائے ہونی چاہیئے۔ اور صحیح معنوں میں اسی وقت انجمن ٹوٹ چکی تھی۔ جب کہ اس میں کوئی رائے ہی نہ رہی تھی۔ اور خدا کے لئے بولنے والا کوئی نہ تھا۔ کیونکہ سب بیعت کر چکے تھے۔ ایسے بھونڈے اور کچے استدلال پیش کرتے ذرا بھی نہیں جھجکتے۔ یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جب انجمن ٹوٹ چکی ہے۔ تو لوگ اینٹیں وغیرہ خریدنے کی درخواستیں کس انجمن میں دے رہے ہیں۔ اور تنخواہ ایام رخصت کی کس سے [illegible]



---

بقیہ صفحہ ۱۲ اور کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ اس کے سوا کتنی جگہ اور نکاح ہونے قرار پا چکی ہیں جو آپ فرماتے ہیں۔ کہ اب بیویاں بھی ہونی شروع ہو گئیں۔ کیا اس کا نام مبالغہ یا غلط بیانی میں رکھ سکتا ہوں۔

بالآخر شاہ صاحب سے یہ عرض ہے۔ کہ بتیہ ہو کر تو آپ کو ہرگز یہ اعتراضات نہ کرنے چاہئیں تھے۔ آپ کے بزرگوں نے تو جتنا اس سنت پر عمل کیا ہے۔ شاید اور کسی نے نہیں کیا۔ رسول کریم کی وفات کے وقت ۹ بیبیاں موجود تھیں۔ پھر حضرت علی رضنے کوشش کی۔ کہ حضرت فاطمہ کی زندگی میں ہی اور نکاح کر لیں۔ مگر آنحضرت کے روکنے سے رک رہے پھر جناب بتول کے بعد تو انہوں نے کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ پھر کہتے ہیں کہ امام حسن نے ۹۰ بیویاں کی تھیں۔ لونڈیاں الگ۔ پھر امام حسین کے ہاں بھی نکاحوں کی کمی نہ تھی۔ بلکہ عین کربلا کے موقعہ پر بھی نکاحوں کا زور رہا جس کی یادگار میں اب تک محرم کی مہندی اور علم موجود ہیں۔ اب آپ ایسے سپوت پیدا ہوئے ہیں۔ کہ اپنے بزرگوں کا کیا کرایا ملیامیٹ کر رہے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ جو انکی اتباع ثواب سمجھ کر کرے۔ الٹے اس پر ہی وار کرنے سے نہیں رکتے۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ والسلام

(میر محمد اسمٰعیل)